فضل عمر فاؤنڈیشن کا تیسرا سال شروع ہو چکا ہے بیرونی ممالک کی جماعتوں کی نسبتاً زیادہ رقم قابل وصول ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍ جولائی ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

- ☆ اس یقین پر پختگی سے قائم ہونا چاہیے کہ اصل شافی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے دوائیں نہیں۔
- ☆ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔
- ☆ جماعت کمزور ہے لیکن جس پاک ذات نے یہ ذمہ داریاں ڈالی ہیں وہ تمام قدرتوں اور طاقتوں کی مالک ہے۔
- ☆ آئندہ ہونے والے واقعات اور جس طرف زمانہ کا رُخ ہے اس کے متعلق ہمیں سوچتے رہنا چاہیے۔
- ☆ ہم نے اللہ تعالیٰ سے معرفت حاصل کر کے خدا کی معرفت دنیا میں قائم کرنی ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ایک تو میں آج اپنی صحت کے لئے دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں مئی میں مجھے نقرس کا بڑا شدید حملہ ہوا نقرس سے اور پھر جو ادویہ اس بیماری میں استعمال کروائی جاتی ہیں ان کی وجہ سے گردوں پر اثر پڑتا ہے اور ابھی میں پوری طرح صحت مند نہیں ہوا تھا کہ گرمی لگنے (جسے انگریزی میں ہیٹ سٹروک کہتے ہیں یا اُردو میں لو لگنا بھی کہتے ہیں) کی وجہ سے بڑی شدید تکلیف مجھے اُٹھانی پڑی اور اس کا اثر بھی گردوں پر ہوتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گردوں کے نظام میں خلل واقع ہو گیا اور اس تکلیف سے ابھی تک پوری طرح نجات حاصل نہیں ہوئی۔

اس عرصہ میں بیماری کی وجہ سے قریباً ۳۰ پونڈ سے زیادہ وزن میرا کم ہوا یعنی پندرہ سیر جسم بیماری کے اثر کی وجہ سے گھل گیا اور مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ روزانہ میرا وزن کم ہوتا چلا جا رہا ہے چنانچہ میں نے لاہور سے تولنے والی مشین منگوائی اور روزانہ اپنا وزن لینا شروع کیا کوئی چھ سات دن ہوئے کہ ایک دن ایسا آیا کہ میرا وزن اپنی جگہ ٹھہر گیا گرا نہیں اب اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بیماری کافی دور ہو گئی ہے۔

قارورے کا جب ٹیسٹ کروایا تو اس میں قریباً ساری ہی گردوں کی بیماری کی علامات تھیں خون کے ذرے بھی تھے پس (Pus) کے ذرے بھی تھے۔ البیومن (Albumin) بھی تھا بہت زیادہ ایسیڈٹی (Acidity) بھی تھی شوگر (Sugar) بھی تھی اور خون میں بھی شکر بہت زیادہ تھی یعنی ۱۲۰ نارمل ہے اور میرے خون میں شکر ۲۸۵ تھی لیکن میری طبیعت پر یہ اثر تھا کہ یہ ذیابیطس کی بیماری نہیں بلکہ دوسری بیماریوں کی وجہ سے گردے ٹھیک کام نہیں کر رہے جب یہ ٹھیک کام کرنے لگ جائیں گے تو ساری چیزیں اپنے معمول پر آ جائیں گی اور میں دعائیں بھی یہی کرتا رہا ہوں کہ اے خدا! تو مجھے ان بیماریوں سے محفوظ

رکھ وقتی بیماریاں تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں لیکن جب مستقل بیماری کی شکل پیدا ہو جاتی ہے وہ ذیابیطس کی ہو یا کوئی اور وہ زیادہ تکلیف دیتی ہے۔

تکلیف تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں برداشت کی جاسکتی ہے اور کی جاتی ہے لیکن بہر حال اس کا اثر کام پر پڑتا ہے اور کچھ کام ایسے ہیں جو روزانہ مجھے کرنے پڑتے ہیں دو دن بھی بیماری کی وجہ سے کام نہ کرسکوں تو طبیعت پر بہت زیادہ بوجھ ہو جاتا ہے اور جسم پر بھی بوجھ ہوتا ہے کیونکہ وہ کام میں جو میں نے کرنا ہے وہ میں نے ہی کرنا ہے کوئی اور تو نہیں کرسکتا مثلاً جب مجھے گاؤٹ (Gout) یعنی نقرس کا حملہ ہوا تو میں دو راتیں سو نہ سکا شدید درد تھی تیسرے دن صبح میری نظر پڑی میرے سرہانے تو ڈاک کے انبار پڑے ہوئے تھے میں نے سوچا کہ اگر دو دن اور گزر گئے تو بڑی مشکل پڑ جائے گی چنانچہ اس بیماری ہی میں میں نے صبح کام کرنا شروع کیا میں چارپائی پر ہی کام کرتا رہا اور رات کے ایک بجے تک کام کرتا رہا اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ کام ختم ہو گیا لیکن جسم پر کام کی وجہ سے (خصوصاً بیماری کے ایام میں) جو اثر پڑتا ہے وہ تو پڑتا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی فضل کرنے والا ہے، جو اپنے عاجز بندوں پر بڑا ہی رحم کرنے والا ہے اس نے میری دعاؤں کو سنا اور تین دن کے اندر بغیر کسی دوائی کے ۱/۳ بیماری دور ہو گئی صرف ۲/۳ رہ گئی ہے بلڈ اور شوگر لیول (Blood + Sugar level) بھی بیماری والے حصہ میں دو تہائی رہ گیا ہے یعنی ایک تہائی کا آرام آ گیا ہے اور قارورے میں بھی ۲/۳ رہ گیا ہے اور ۱/۳ آرام آ گیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کی اور میری دعاؤں کو سنے گا اور صحت دے گا میرا ارادہ کراچی جانے کا ہے وہاں میں نے ڈاکٹروں سے بھی مشورہ کرنا ہے۔

پانچ چھ سال ہوئے مجھ پر بڑی شدید قولنج کی بیماری کا حملہ ہوا تھا اس طرح کہ انتڑی بند ہو گئی تھی غالباً اس میں کوئی بل پڑ گیا تھا یا پتہ نہیں اور کیا بات ہوئی تھی اس میں سے نہ ہوا گزرتی تھی نہ فضلہ اور جسم میں زہر جمع ہونے شروع ہو گئے اور پیٹ پھولنا شروع ہوا آخر ہمارے ڈاکٹر مسعود صاحب یہاں آئے اور انہوں نے کہا لاہور جا کر فوراً اپریشن کروانا چاہئے چنانچہ لاہور کی تیاری ہوگئی لیکن لاہور کے راستہ میں ہی انتڑی کا راستہ کھل گیا (اللہ تعالیٰ اس طرح بھی فضل کرتا ہے) اور جب ہم وہاں پہنچے تو آپریشن کی ضرورت نہیں پڑی اس وقت جب ٹیسٹ کروائے تو خون میں بھی شکر تھی اور قارورہ میں بھی شکر تھی وہاں

ایک غیر ملکی ڈاکٹر ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ اگر کسی سخت بیماری کا حملہ ہو تو بعض دفعہ جسم کے دوسرے نظام (جو اللہ تعالیٰ نے بیسیوں بلکہ بے شمار جسم کی حفاظت کے لئے بنائے ہیں ایک یا زائد نظام) متاثر ہوتے ہیں حقیقی بیماری نہیں ہوتی بلکہ کسی اور بیماری کا اثر ہوتا ہے اس لئے ذیابیطس کی دوائی بالکل نہ کھانا کیونکہ پھر وہم ہو جائے گا اور جسم کو دوا کی عادت پڑ جائے گی کئی مہینے تک کھانے کا پرہیز کرو پھر دیکھو کیا اثر ہوتا ہے مجھے یاد پڑتا ہے کہ قریباً دو مہینے کے پرہیز کے بعد خود بخود بغیر کسی دوائی کے گردوں نے اپنے معمول کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا اور ساری بیماری جاتی رہی میں امید رکھتا ہوں کہ اب بھی اللہ تعالیٰ ایسا فضل کرے گا کہ بغیر کسی علاج کے خود بخود ہی آرام آ جائے گا کیونکہ وہی شافی مطلق ہے دوائی تو ایک تدبیر ہے اور تدبیر ہمیں کرنی پڑتی ہے کوئی نہ کوئی بہانہ ہوتا ہے مثلاً جب میرے جیسا ذہن سوچتا ہے کہ دوائی نہیں کھانی تو چونکہ عام طور پر ایلو پیتھک علاج رائج ہے اس لئے میں سوچتا ہوں کہ اچھا میں ایلو پیتھک دوائیں استعمال نہیں کروں گا اور جب سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنے کا حکم بھی دیا ہے تو پھر سوچتا ہوں کہ اچھا ہومیو پیتھک دوائیں میں استعمال کرلوں گا جو بعض کے نزدیک تو صرف پانی ہی ہوتی ہیں اس طرح تدبیر بھی ہو جاتی ہے ہومیو پیتھک طریق علاج بھی اللہ تعالیٰ نے ہی سکھایا ہے وہ بعض دفعہ مٹی کی ایک چٹکی میں بھی شفا رکھ دیتا ہے وہ کاغذ کی ایک گولی میں بھی شفا رکھ دیتا ہے۔

میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک شخص کو شدید پیٹ درد ہوا رات کے دو بجے تھے وہ گو جوان آدمی تھا لیکن درد اتنا شدید تھا کہ اس نے سارا محلّہ سر پر اٹھا لیا سب لوگ جاگ پڑے اور یہ خیال کر کے کہ پتہ نہیں کیا بات ہے اس شخص کے مکان کی طرف دوڑے وہاں جا کر دیکھا کہ وہ شخص درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہے حضرت میاں شریف احمد صاحبؓ کے مکان کے قریب ہی اس شخص کی رہائش تھی آپ بھی وہاں پہنچے وہاں اسے تڑپتے دیکھا تو ایک آدمی کو دوڑایا کہ ڈاکٹر کو لے آؤ اور اپنی جیب میں سے ایک کاغذ نکالا اس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیا اور اس کو اچھی بل دے کر ایک گولی بنائی پھر آپ نے پانی منگوایا اور شخص کو کہا منہ کھولو میں خود دوائی منہ میں ڈالوں گا کیونکہ آپ اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ٹکڑا پکڑا نہیں سکتے تھے آپ نے دعا کی اور اس شخص کو کاغذ کی گولی کھلا دی اور پانچ منٹ کے اندر قبل اس کے کہ ڈاکٹر آئے اس کو آرام آ گیا اور اس کی چیخیں بند ہو گئیں اب دیکھو کاغذ کے اس ٹکڑے میں شفا نہیں تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت جب اس کی صفت شفا کو حرکت میں لاتی ہے اور اس کی یہ صفت جلوہ دکھاتی ہے تو یہ جلوہ جس

چیز پر پڑتا ہے وہ کاغذ کا ٹکڑا ہو یا مٹی کی چٹکی ہو یا کوئی بہترین دوا ہو (اس جلوہ کے لئے وہ سب ایک جیسی ہیں) ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ شفا دے دیتا ہے حالانکہ بڑے بڑے ماہر ڈاکٹر علاج کرتے ہیں اور بہترین مہنگی دوائیں دیتے ہیں لیکن بیماری میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا غرض بعض دفعہ اللہ تعالیٰ یہ جلوہ بھی دکھاتا ہے دراصل یہ ساری باتیں انسان کو اس لئے دکھائی جاتی ہیں کہ وہ اس یقین پر پختگی سے قائم ہو جائے کہ اصل شافی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے دوائیں نہیں۔

غرض میں نے ہومیوپیتھی کی بعض دوائیں کھائیں اور ایک دوا جدوار ہے وہ بھی گردوں کے لئے بڑی اچھی ہے جسم کی عام غدودوں کو بھی وہ فائدہ دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہامی نسخہ ہے، وہ بھی میں کھاتا رہا ہوں لیکن یہ چیزیں بھی بڑے لمبے استعمال کے بعد ہی اثر کرتی ہیں لیکن جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ دو دن کے بعد ٹیسٹ ہوئے (خون کے بھی اور قارورہ کے بھی) تو معلوم ہوا کہ بیماری قریباً ایک تہائی دور ہو چکی ہے۔

دوست دعا کریں میں بھی دعاؤں میں لگا ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے اور کامل شفا عطا کرے اور پوری ہمت دے کیونکہ جو کام جماعت احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے وہ بڑا اہم ہے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا کوئی معمولی بات نہیں دنیا کے لحاظ سے ہم یتیم ہیں (جماعتی لحاظ سے دنیا ہمیں یتیم ہی سمجھتی ہے) ہم بے کس ہیں، غریب ہیں، ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں اور سپرد کر دیا اللہ تعالیٰ نے یہ کام کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرو اس کے لئے اتنی مالی قربانیاں دو جتنی قربانیاں دینے کی تمہیں توفیق ہے اور ہماری جماعت دنیا کی آبادی کے لحاظ سے مختصر سی جماعت ہے اور اتنا اہم کام اس کے ذمہ لگایا گیا ہے اور پھر ساری جماعت کی ذمہ واری اللہ تعالیٰ نے ایک شخص یعنی خلیفہ وقت کے کندھوں پر ڈال دی ہے یہ کندھے بڑے کمزور ہیں لیکن ایک چیز (جو بڑی چیز ہے) سہارا دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس پاک ذات نے یہ ذمہ واریاں ڈالی ہیں وہ تمام قدرتوں کی مالک ہے، وہ تمام طاقتیں رکھنے والی ہے جب اس نے کہا ہے کہ میں تمہارے ذریعہ سے یہ ”ناممکن“ ممکن بنا دوں گا تو یہ ناممکن ممکن ضرور بن جائے گا کوئی دنیوی طاقت اس کے راستہ میں روک پیدا نہیں کر سکتی پس دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کامل شفا دے۔

ایک اور بات بتا دوں۔ قرآن کریم نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ (الشعراء:۸۱) اس قسم کی بیماریاں جب آتی ہیں تو پھر آدمی کو علیٰ وجہ البصیرت اس آیت کے معنی معلوم

ہوتے ہیں مثلاً میں نے آرام سے کہہ دیا ہے کہ مجھے گرمی لگی لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے گرمی کیوں لگی آدمی خود بیمار ہوتا ہے بے احتیاطی کے نتیجہ میں یا غلط فیصلہ کر کے اس دن بڑی سخت لو چل رہی تھی ملاقات کے لئے دوست بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے میں نے کہا مجھے نفس کی قربانی دینی چاہئے اوران سے مل لینا چاہئے چنانچہ میں سوا دس بجے سے کوئی ایک بجے (بعد دوپہر) تک اوپر جہاں میں عام طور پر ملاقات کیا کرتا ہوں بیٹھا رہا اور جب وہاں سے اٹھا تو میرا سر پکڑا ہوا تھا اور مجھے پتہ لگ گیا تھا کہ میں غلطی کر بیٹھا ہوں اور اب اس کو بھگتنا پڑے گا تو مَرِضْتُ انسان خود بیمار ہوتا رہتا ہے اور خدا تعالیٰ فَهُوَ يَشْفِيْنِ کے جلوے بھی دکھاتا رہتا ہے۔ پس دوست دعا کریں کہ شافی خدا اپنی قدرتوں اور رحمتوں کے نتیجہ میں اپنے شافی ہونے کی صفت کے جلوے دکھائے اور آپ کو بھی اور مجھے بھی اپنی حفظ اور امان میں رکھے اور صحت دے۔

دوسری بات فضل عمر فاؤنڈیشن کے نام سے جو تحریک آج سے قریباً دو سال پہلے جاری کی گئی تھی اس کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دو سال گزر چکے ہیں اور ایک سال باقی رہتا ہے ہم نے باہمی مشورہ کے بعد فیصلہ کیا تھا کہ جو دوست اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں اگر وہ چاہیں تو اپنے وعدے کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین سالوں میں ادا کر دیں (یعنی ایک تہائی ہر سال میں) اس وقت جو دو سال کی آمد ہے وہ دو تہائی سے کم ہے میرا خیال ہے کہ پاکستان کی جماعتوں نے (یا ان میں سے اکثر نے) اپنے وعدہ کے مطابق دو تہائی یا بعض نے اس سے بھی زیادہ ادا کر دیا ہے اور اپنے وعدوں کو پورا کر لیا ہے لیکن جو جماعتیں بیرون پاکستان کی ہیں ان کے ذمہ دار آدمیوں نے جن میں ہمارے مبلغ اور وہاں کے عہدیدار شامل ہیں ''ذَكِّرْ'' کی نصیحت پر عمل نہیں کیا کیونکہ جو خطوط وہاں سے آتے ہیں اور جو حالات ہمیں معلوم ہیں وہ لوگ کسی طرح بھی پاکستان کی جماعتوں سے اپنے اخلاص میں کم نہیں بلکہ وہ ہمارے شانہ بشانہ قربانیوں کے میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں اس تحریک میں اگر وہ پیچھے رہ گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو یاددہانی نہیں کرائی گئی ذمہ دار عہدیدار یا مبلغ جو بیرونی ملک میں کام کر رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ دوستوں کو اس طرف متوجہ کریں پاکستان میں جن دوستوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے وعدے کئے ہوئے ہیں ان کو بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ تیسرا سال شروع ہو گیا ہے اور اس تحریک میں چوتھا سال نہیں ہوگا یعنی جب تین سال ختم ہو جائیں گے تو اس کے بھی کھاتے بند کر دئے جائیں گے یہ اعلان میں آج

موجودہ حالات کے مطابق بڑی سوچ کے بعد کر رہا ہوں میں چوتھے سال کی اجازت نہیں دینا چاہتا۔

تیسرے سال میں سارے وعدوں کی ادائیگی ہو جانی چاہئے استثنائی صورت تو ہوتی ہے بعض کے حالات اچانک خراب ہو جاتے ہیں لیکن دل میں شوق اور ولولہ اور جذبہ اسی طرح قائم ہوتا ہے ایسا آدمی اگر آ کر ہمیں کہے کہ اس سال (تیسرے سال) میرے حالات ایسے ہو گئے ہیں مجھے کچھ اور مہلت دی جائے تو ایسے دوستوں کو تو مہلت دینا مناسب ہے اور ان کا حق ہے کہ ان کو مہلت دی جائے لیکن فضل عمر فاؤنڈیشن کے سلسلے میں عام قاعدہ اور دستور یہ ہو گا کہ تیسرا سال اس کا آخری سال ہے اور ساری وصولی اسی کے اندر ہو جانی چاہئے اور مرکزی کارکنوں اور جماعتوں کے کارکنوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ سال وصولیوں کا ہے وعدوں کا نہیں اگر کوئی چاہتا ہے تو وہ وعدہ کرے اور تین سال کا چندہ اکٹھا دینے کا وعدہ کرے وہ اتنا ہی وعدہ کرے جو وہ تیسرے سال میں پورے کا پورا ادا کر سکے اس کو ہم آگے نہیں چلائیں گے غرض اس چندہ کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے ویسے تو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ جماعت کو اللہ تعالیٰ نے قربانی کی بڑی توفیق عطا کی ہے کتنی مالی قربانیاں ہیں جو مختلف شکلوں میں جماعت کو دینی پڑتی ہیں پھر یہ تجویز ہوئی سب نے مشورہ کیا، ایک جذبہ پیدا ہوا اور اسی تعلق کی وجہ سے ہوا جو جماعت کے افراد کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور پہلے خیال تھا کہ ۲۵ لاکھ روپیہ تک چندہ اکٹھا کیا جائے لیکن اس وقت تک ساڑھے سینتیس لاکھ کے وعدہ ہو چکے ہیں اور وصولی بھی پونے بائیس لاکھ کے قریب ہو چکی ہے پس یہ بات صحیح ہے کہ مخلصین بڑی قربانی دیتے ہیں لیکن جنہوں نے یہ چندہ ابھی تک ادا نہیں کیا ہمارا فرض ہے کہ ان کے متعلق بھی ہم حسن ظنی سے کام لیں کہ ان کے چندہ کی عدم ادائیگی اخلاص کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض جائز حالات یا بعض بے احتیاطیوں اور عدم توجہ کی وجہ سے وہ پیچھے رہ گئے ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ اپنے اخلاص کو جھنجوڑیں اور اپنے وعدوں کو پورا کریں اور اس تیسرے اور آخری سال اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں پتہ نہیں کہ آئندہ کیا حالات ہونے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کس رنگ میں اور کس شکل میں ہم سے قربانیاں لینی ہیں ایک کام جو ہم نے شروع کیا ہے اس کے اتنے حصہ کو ہمیں جلد سے جلد بند کر دینا چاہئے پھر اللہ تعالیٰ مزید قربانیوں کی راہیں ہمارے لئے کھول دے گا اور مزید قرب اور رحمت کے دروازے ہمارے لئے کھول دے گا ہم سے وہ ایک پیسہ لیتا ہے تو میں یہ نہیں کہتا کہ اسی پیسہ کے مقابلہ میں چونکہ وہ ہمیں ہزار پیسہ دے دیتا ہے اسی لئے ہم خوش ہیں کیونکہ جب ہم یہ

پیسہ اس کی راہ میں پیش کرتے ہیں تو ہمارا نفس ہمیں کہتا ہے کہ ہمیں دنیا کے اموال سے محبت نہیں ہے جب دنیا کا مال ہمیں احسان کے طور پر واپس ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان دیکھ کر ہم خوش بھی ہوتے ہیں اور اس کی حمد بھی کرتے ہیں لیکن ہمارے دل میں دنیا کی محبت اسی طرح ٹھنڈی رہتی ہے جس طرح پیسہ دیتے وقت ٹھنڈی تھی لیکن جب ہم یہ پیسہ دیتے ہیں تو دنیا کے اموال دینے کے علاوہ وہ ہم سے اتنا پیار کرنے لگ جاتا ہے کہ اس کے ایک ایک احسان اور پیار اور محبت کے جلوہ کے بعد انسان کے نفس کا کچھ باقی نہیں رہتا وہ فنا ہو جاتا ہے وہ اتنا پیار کرنے والا ہے اور یہی پیار ہے جو ہماری زندگی ہے یہی پیار ہے جو ہماری بقاء ہے ہماری جنت ہے اور یہ چیز جب ہمیں مل جاتی ہے تو پیسہ کیا وہ اگر ہم سے سب کچھ لے لے اور ہمیں اپنی محبت دے دے تو ہم خوش ہیں پس اپنے وعدے جلد ادا کریں ممکن ہے کہ کوئی اور اہم تحریکات فضل عمر فاؤنڈیشن کے چندوں کے بند ہونے کا انتظار کر رہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ ہو کہ بات تو ضروری ہے لیکن ایک سال ان لوگوں کو انتظار کروا لینا چاہئے کہ کہیں ان پر زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے اس لئے آپ جلدی جلدی چندے ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رحمت کے نئے دروازے کھلنے کے امکان آپ کے لئے پیدا ہو جائیں اور خدا کرے کہ نئے نئے دروازے رحمت کے ہم پر کھلتے رہیں۔

اس وقت قریباً چودہ پندرہ لاکھ روپیہ قابل وصول ہے اور نسبت کے لحاظ سے غیر ممالک میں زیادہ نسبت قابل وصول کی ہے اور کم نسبت وصول شدہ کی ہے ہمارے پاکستان کے لحاظ سے زیادہ نسبت وصول شدہ کی ہے اور کم نسبت قابل وصول کی ہے بہر حال جو بھی نسبت ہو ہم نے بحیثیت جماعت اور ہم میں سے ہر ایک نے بحیثیت فرد اپنے وعدوں کو پورا کرنا ہے اور اس کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ ہم پر فضل کرے۔

ایک مضمون میں نے شروع کیا ہوا تھا اب وہ شاید کراچی جا کر ختم ہوگا خدا کی جو مرضی ہو اس میں بڑا لطف آتا ہے ایک لمبا سا مضمون ذہن میں آ گیا کلاس (فضل عمر تعلیم القرآن کلاس) میں میں نے اسے شروع کیا تھا اور اس کے دو حصے تھے ایک حصہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بعض لوگوں کے متعلق سوء کا حکم جاری ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے جب ارادہ کا لفظ بولا جائے تو لغوی لحاظ سے اس کے معنی حکم ہی کے ہوتے ہیں

اور جب کسی گروہ کے متعلق سوء کا حکم جاری ہوتا ہے تو پھر کوئی طاقت اس کو خدا کے غضب اور اس کی رحمت سے محرومی سے بچا نہیں سکتی ایک اور گروہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ان پر میں اپنی رحمت کی بارش برساؤں گا، ان کو اپنی رحمت کے سایہ تلے رکھوں گا، ان کے لئے میں اپنی رحمت کے دروازے کھولوں گا، ان کو میں اپنی رحمت کی جنتوں میں داخل کروں گا جب اس کا کسی فرد یا گروہ کے متعلق یہ فیصلہ ہو جائے تو چھوٹا ہو یا بڑا، غریب ہو یا امیر، صاحب اقتدار ہو یا نہ ہو، اس شخص یا جماعت کے لئے خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

دکھ اور عذاب کا فیصلہ جب کسی قوم کے متعلق ہوتا ہے تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ خدا ذرا بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہی فرماتا ہے کہ وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہے، کوئی برائی اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی، کوئی نقص اس میں پایا نہیں جا سکتا، وہ ہر لحاظ سے ایک کامل اور مکمل ذات ہے پس جب اس نے یہ کہا کہ جب میں کسی قوم کے متعلق سوء کا فیصلہ کرتا ہوں تو میرے غضب سے کوئی طاقت انہیں بچا نہیں سکتی تو ساتھ ہی ہم اپنے پیارے رب سے یہ توقع اور امید رکھتے ہیں کہ وہ ہم پر ان راہوں کی نشان دہی بھی کرے گا جن راہوں پر چل کر اللہ تعالیٰ سے انسان دور ہو جاتا ہے اور اس کے قہر اور غضب کا نشانہ بنتا ہے۔

قرآن کریم میں گو بہت سے مقامات پر ان کا ذکر موجود ہے لیکن سورۂ احزاب کو ہی جب میں نے اس زاویہ سے دیکھا تو بہت سی باتیں مجھے وہاں نظر آئیں جن میں سے گیارہ باتیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا اور انسان اس کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور اس کے حق میں یا اس جماعت کے حق میں سوء کا فیصلہ کیا جاتا ہے یعنی دکھ اور عذاب اور رحمت سے محرومی کا، ان کا ذکر میں کلاس کے سامنے کر چکا ہوں اور میرا خیال تھا کہ میں آج کا خطبہ دوسرے حصہ پر دوں گا اور اختصار کے ساتھ مضمون کو ختم کر دوں گا پھر اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھوں گا کہ وہ جماعت کی تعلیم اور تربیت کے لئے اور ضروری مضامین خود سکھا دے گا علم بھی انسان خدا سے ہی حاصل کرتا ہے اس کی توفیق کے بغیر علم بھی نہیں ملتا پھر اس کے علم کے تعلق میں بیان کی جو توفیق ملتی ہے وہ بھی اس کے فضل سے ملتی ہے لیکن ایک تو میں نے اپنی صحت کے لئے دعا کی تحریک کرنی تھی اور دوسرے فضل عمر فاؤنڈیشن کا بڑا ضروری مسئلہ تھا اسے مسئلہ ہی کہنا چاہئے کیونکہ بعض ان دوستوں کے لئے جنہوں نے ابھی تک اپنے وعدہ کے مطابق فضل عمر فاؤنڈیشن کا چندہ ادا

نہیں کیا یہ ایک مسئلہ ہی بن گیا ہے اور میں نے ان لوگوں کو نصیحت کرنی تھی تیسرے میں بہت لمبا خطبہ دے بھی نہیں سکتا یعنی ڈیڑھ دو گھنٹے کا خطبہ کیونکہ میری صحت ابھی ٹھیک نہیں ہے اور اس لئے بھی کہ اس گرمی میں آپ کی طبیعت کا خیال بھی رکھنا چاہئے یہاں جوان بھی بیٹھے ہیں، ہمت والے بھی بیٹھے ہیں، صحت مند بھی ہیں لیکن بوڑھے بھی ہیں اور کچھ میرے جیسے نیم مریض بھی ہیں، کچھ ہماری کمزور بہنیں بھی ہیں، ان سب کا خیال رکھنا چاہئے۔ ویسے تو گرمیوں میں اس خطبہ سے بھی چھوٹا خطبہ ہونا چاہئے جتنا آج میں نے دیا ہے یعنی ۲۰۔۲۵ منٹ کے قریب سو میں اسی پر خطبہ ختم کرتا ہوں دوست اس یقین کے ساتھ کہ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے میری صحت کے لئے دعا کریں اپنی صحت کے لئے بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ صحت مند رکھے بیماری سے شفا بھی وہی دیتا ہے صحت پر قائم بھی وہی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور اپنی رحمت کا وارث بنائے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن کا یہ آخری سال ہے کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ اس سال اگر سستی دکھائی تو آئندہ سال اس سستی کو دور کر دیں گے کیونکہ آئندہ سال اغلب یہ ہے کہ فضل عمر فاؤنڈیشن کی وصولی کا سال نہیں ہوگا ممکن ہے کہ کسی اور تحریک کی وصولی کا سال بن جائے یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے خصوصاً غیر ممالک میں جو ہمارے مبلغ اور عہدیدار (مقامی جماعت) کے ہیں ان کو بار بار جماعت کے سامنے یہ بات لانی چاہئے کہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے اس تیسرے اور آخری سال میں اپنے وعدوں کو پورا کرے بیرونی ممالک کی جماعتوں نے اس مد میں جو چندے دئے ہیں وہ انہی ممالک میں ہی ہیں اس لئے کہ بہت سے ممالک ایسے ہیں جو اپنے ملک کا روپیہ دوسرے ملک میں جانے نہیں دیتے اس لئے بہر حال وہ روپیہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے کسی منصوبہ کے ماتحت ان ملکوں میں ہی خرچ ہوگا، اشاعت اسلام کے لئے قرآن کریم کے تراجم کے لئے وغیرہ وغیرہ (بہت سے کام کرنے والے ہیں) اور جہاں ممالک روپیہ باہر جانے کی اجازت دیتے ہیں وہاں ہم نہیں چاہتے کہ روپیہ یہاں آئے اس لئے ہمارے اپنے ملک میں بھی حالات ایسے نہیں کہ روپیہ زیادہ مقدار میں باہر بھجوایا جا سکے ویسے اس سال اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ہے کہ گندم بڑی اچھی ہوگئی ہے لیکن جو غیر ملکی روپیہ ہم کماتے ہیں اور جس کو فارن ایکسچینج (Foreign Exchange) کہتے ہیں اس پر ملکی ضروریات کی وجہ سے بڑا بار رہتا ہے اس لئے ہمیں فارن ایکسچینج کی بہت تھوڑی رقم مل سکتی ہے اور یہ رقم پیسے دے کر ملتی ہے یہ نہیں کہ گورنمنٹ عطیہ دیتی ہے

بلکہ ہم لاکھ روپیہ دیتے ہیں اور وہ لاکھ روپیہ فارن ایکسچینج کی شکل میں ہمیں دے دیتے ہیں لیکن فارن ایکسچینج پر بھی اتنے دباؤ اور (Pressure) ہیں کہ وہاں سے ہمیں زیادہ روپیہ نہیں مل سکتا اس لئے جن ممالک سے غیر ملکوں میں روپیہ باہر جا سکتا ہے وہاں ہماری ریزرو رقم رہنی چاہئے تا کہ اگر کسی جگہ غلبہ اسلام کے سامان پیدا ہوں تو یہ نہ ہو کہ ہم سے مطالبہ ہو کہ آدمی بھیجو، کتابیں بھیجو، بد مذہب اور دہریہ اور عیسائی اور دوسرے مذاہب کے ماننے والے اسلام کی طرف مائل ہیں اور باتیں سن رہے ہیں اور حالات ایسے ہیں کہ اسلام یہاں پھیل جائے گا لیکن ہم انہیں کہیں کہ ہمارے پاس تو پیسہ نہیں اگر ایسا ہو تو یہ انتہائی محرومی اور تکلیف کا باعث اور ڈوب مرنے کا مقام ہو گا غرض ہمارا روپیہ ان ممالک میں ریزرو رہے گا اور اس وقت غیر ممالک میں روپیہ ریزرو رہنا جو بوقت ضرورت کام آئے بہت ضروری ہے کیونکہ دنیا کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں ایسے ممالک جو آج بظاہر بڑے امیر معلوم ہوتے ہیں اور ان کی کرنسی پر کوئی پابندی نہیں دیکھتے ہی دیکھتے ان میں ایک انقلاب آتا ہے اور اگلے دن کرنسی پر پابندیاں لگ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل اور فراست دی ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی کسی حکمت کاملہ کے نتیجہ میں ہماری اس دنیا میں اس زمانہ میں ایسے حالات پیدا کر دے تو وہ اپنے بندوں سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور زمانہ کے جو چیلنج ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں اور غلبہ اسلام کے لئے ہر ممکن تدبیر وہ کرتے رہیں۔ یہ تو نہیں کہ پھولوں کی سیج پر ہم لیٹے رہیں اور پھر بھی ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں۔ دنیا جس کو دکھ کہتی ہے مومن اسے دکھ نہیں سمجھتا لیکن دنیا جسے دکھ کہتی ہے، دنیا جسے تکلیف سمجھتی ہے دنیا جسے مفلسی قرار دیتی ہے، دنیا جسے بیکسی کا نام دیتی ہے ان ساری چیزوں میں سے ہم نے گزرنا ہے ہم انہیں رضاء الٰہی کے حصول کی خاطر کوئی چیز نہیں سمجھتے جس کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہو جس نے اپنے رب کی انگلی پکڑی ہوئی ہو، وہ اگر ایک سال کا بچہ بھی ہے اور اس کے دماغ میں سمجھ ہے تو وہ یہ کہے گا کہ میں کچھ بھی نہیں ایک سال کے بچے میں کیا طاقت ہوتی ہے نہ علم نہ عقل اور نہ تجربہ کچھ بھی نہیں ہوتا، نہ اس میں جسمانی طاقت ہوتی ہے لیکن وہ ایک غریب اور نا کارہ اور مفلس اور کم مایہ ماں کی انگلی پکڑ لے تو اس کی گردن تن جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اب مجھے دنیا کی کوئی طاقت کچھ نہیں کہہ سکتی اس کا یہ خیال تو بچپنے کا ہوتا ہے لیکن ایک مومن جب واقعہ میں اپنے ربّ کی انگلی پکڑ لیتا ہے اور اپنے وجود پر ایک فنا وارد کر لیتا ہے اور خدا کو کہتا ہے مجھ میں ایک کمزور کم عمر بچہ جتنی بھی طاقت

نہیں تو ہی میرا سب کچھ کر اور پھر پیار سے وہ اس کی انگلی پکڑ لیتا ہے تو وہ محسوس کرتا ہے کہ خدا بڑا ہی طاقت ور ہے اس کی محبت اور اس کی قدرت کے وہ جلوے دیکھتا ہے ہم نے اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کر کے علم کو پھیلانا ہے، اللہ سے معرفت حاصل کر کے خدا کی معرفت دنیا میں قائم کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرنے کے بعد دنیا کے دلوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے عقل لینی ہے فراست لینی ہے خدا تعالیٰ ہمارا امتحان لیتا ہے، اخلاص کا بھی، فراست کا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنتی فراست مومن کی ہے کسی اور شخص کی نہیں ہوتی کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے بچتے رہا کرو ڈرتے رہا کرو لیکن کسی اور امت کے متعلق یہ نہیں کہا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی فراست کے مقابلہ میں کسی اور کی فراست نہیں ہے غرض چونکہ مومن کو خدا تعالیٰ نے اتنی فراست دی ہے اس لئے آپ کو ساری دنیا کے حالات پر سوچتے رہنا چاہئے میں بھی سوچتا ہوں اور غلبہ اسلام کے لئے ہم نے ہر ممکن کوشش کرنی ہے اور دس سال بعد جو واقعات ہونے والے ہیں یا بیس سال بعد جو واقعات ہونے والے ہیں اور جس طرف زمانہ کا رخ ہے اس کے متعلق ہمیں سوچتے رہنا چاہئے۔

دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی باتیں مومن کی فراست بھانپ لیتی ہے اور اس کے لئے تیاری کرتی ہے غرض غیر ممالک میں فضل عمر فاؤنڈیشن کا وعدہ اس سال ضرور پورا ہو جانا چاہئے اور اس کے لئے پوری کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲؍ اگست ۱۹۶۸ء صفحہ ۱ تا ۶)

☆......☆......☆